رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ ممالک غیر سے سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۱۱ ستمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ | نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

مطلع ابر آلود رہتا ہے کبھی بارش بھی ہو جاتی ہے گاہے گاہے تھوڑی دیر کے لئے سورج بھی نکل آتا ہے۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت سے اور جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب گڑیانی سے اور جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر سے اجلاس صدر انجمن منعقدہ ۸ ستمبر کے لئے تشریف لائے تھے مگر کورم پورا نہ ہونے کے سبب اجلاس ملتوی کیا گیا۔

ولادت برادر مکرم بابو عبد الحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور کے ہاں ۶ اگست کو دوسرا لڑکا پیدا ہوا آپ نے اس خوشی میں دفتر میجر میں مبلغ ۲ روپیہ بھیجے ہیں۔ کہ کسی شخص کے نام اخبار جاری کر دیا جاتے۔ جو

اخبار احمدیہ

شملہ سے ۵ ستمبر حضرت اقدس کی طبیعت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ آج ہم ایک کھڈ کی سیر کے لئے گئے قریباً ۳ میل نیچے وہاں نہایت لطیف اور آبشار کا دلکش نظارہ تھا۔ خدا کی حمد و ثنا اور دعا کا موقعہ ملا

۶ ستمبر۔ حضرت اقدس کی صحت اچھی ہے۔ آج سیر بوجہ بارش ملتوی رہیگا۔ فرصت بہت کم ملتی ہے ڈاک کا کام زیادہ ہے۔ کل ۱۰۷ کارڈ اور ۶ لفافے تھے۔ تین چار تار بھی آتے جاتے ہیں۔

۷ ستمبر۔ حضرت خیریت سے ہیں۔ خطبہ جمعہ مولوی عمر الدین صاحب نے لکھا ہے وہ خطبہ اور منشی برکت علی صاحب تقریر صاف کر کے بھجوائیں گے۔ آج کے خطبہ میں حضرت نے اس امر پر زور دیا کہ مومن کو نیت نیک رکھنی چاہئے۔ اسکی خواہش کہ دین کی خدمت کرونگا اسے مفت کا ثواب دیتی ہے اور کام بھی ہو جاتا ہے)۔ جمعہ شہزادہ واسدیو (؟) کی کوٹھی پر ہوا تمام جماعت موجود تھی

۸ ستمبر۔ حضرت اقدس کی طبیعت اچھی ہے۔ اسوقت ۲½ بجے ہیں سیر کی تیاری ہے۔ ۳ بجے شاید واپس ہونگے۔ اس لئے مفصل رپورٹ (جس کا ایک حصہ آج کے اخبار میں درج ہے ایڈیٹر) مکمل کر کے ارسال نہیں کر سکا۔ کل انشاء اللہ پھر تقریر ہوگی۔ جماعت شملہ جلسہ کی تیاری کر رہی ہے۔ (یہ خبر ہمیں آج ۱۰ ستمبر ۱۲ بجے ملی۔ باقی اگلے اخبار میں) (رپورٹر۔ الفضل)

قبول اسلام الحمد للہ۔ محبی۔ مکرمی۔ حضرت مولٰنا مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر ایک اور فوجی نوجوان مسٹر لِل متعینہ جے ٹو وارڈ نے بطیب خاطر دین اسلام کو قبول کیا۔ نام جمال الدین رکھا گیا۔ اللّٰہم زد فزد (عبد الحی عرب مولوی فاضل ۸ اگست ۱۹۱۷ء)

سفرِ شملہ

(از شتہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر)

۳۰- اگست ۱۹۱۷ء .... جمعرات کے دن صبح کے وقت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح قادیان سے بغرض تبدیلی آب و ہوا کوہستان شملہ کی طرف روانہ ہوئے- آفتاب آسمان پر اور غیرِ دل میں تھا- احباب مدینۃ المسیح سے باہر دور تک مشایعت کے لئے تشریف لائے- اور ع

بسلامت روی و باز آئی

کی دعا کے ساتھ اپنے محبوب امام کی عارضی مفارقت گوارا کیا- میں نے اس موقعہ پر حضرت سرورِ کائنات کی دعا "اللھم بارک لامتی فی بکورھا یوم الخمیس" کا ورد کیا- اور دور سے منارۃ المسیح کو دیکھتے کسی پنجابی شاعر کا کلام " دوروں دِسدے نے محل منارے رنگ پوکھیریاں دے" پڑھ کر دل ہی دل میں مزا لیتے ہوئے ہمارا قافلہ بٹالہ پہنچا- جماعت بٹالہ آئی- ٹکٹ لئے- انجن چلا- سلسلے ہوئے اور اس زمانہ کی موجودہ سواری کے پیٹ میں بیٹھ کر عالم تخیل میں شملہ کی بلند پہاڑیوں کا تخیل شروع کیا- گاڑی امرتسر پہنچی امرتسر کی جماعت اسٹیشن پر استقبال کو موجود تھی گاڑی سے اتر کر ریلوے اسٹیشن کے قریب کے ایک مکان میں نمازیں ادا کی گئیں- جماعت امرتسر کی طرف سے ضیافت آئی- اور خوب کھائی- میاں غلام رسول صاحب حجام کی باتیں سنیں- لاہور سے چودھری ظفر اللہ خانصاحب اور بابو عبدالحمید صاحب کلرک دفتر (اڈیٹر کیمپ) آئے ہوئے تھے وہ حضرت سے اور ہم انسے ملے- اسٹیشن پر کچھ مدت انتظار کرکے شملہ کے ٹکٹ خریدے- اور گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے- امرتسر سٹیشن پر کچھ آدمیوں نے بیعت کی راستہ میں جالندھر پھگواڑہ- پھلور- لدھیانہ- راجپورہ و انبالہ کے اسٹیشنوں پر وہاں کی- دور نزدیک کے دوسرے مقامات کی جماعتوں کے قائم مقام حضرت کی زیارت کو آئے جالندھر اسٹیشن پر کپورتھلہ کے دوست اور راجپورہ پر پٹیالہ و سنور کے احباب موجود تھے-

حضرت اقدس اس تاریخ کی مختصر کیفیت کے بعد چند وہ امور عرض کئے دیتا ہوں جن کو دیکھنے والی آنکھ دیکھتی اور ان سے سبق حاصل کرتی ہے-

(۱) بٹالہ و امرتسر کے درمیان سیکنڈ کلاس کی گاڑی کا پنکھا خراب تھا- حضرت میاں شریف احمد اسے درست کرنے لگے- حاضرین میں سے ایک نے کہا جانے دیجئے ہم نے تو ابھی امرتسر میں اترنا ہے- اس کو سنکر حضرت اقدس نے فرمایا! ہمیشہ مومن وہ کام کرتا ہے جس سے مخلوق خدا کو فائدہ ہو پس ہمارے نہیں تو کسی اور کے کام آجائیگا"

یہ ہے مخلوق خدا سے ہمدردی اللھم ایدہ بنصرک

(۲) میاں غلام رسول حجام حضرت کے ساتھ اونچے اونچے اور اپنے مخصوص بیٹھا ہر کر ہیہ لہجے میں باتیں کر رہے تھے امرتسر کی جماعت نے روکنا چاہا- مگر حضرت نے منع فرمایا اور ارشاد کیا (نہیں ان کو مجھ سے باتیں کرنے دو) ہاں میاں غلام رسول! آپ سنائیں- میں سنتا ہوں)

(۳) گو سفر محض صحت کے لئے تھا مگر یہ خیال کرکے کہ جو دوست ملنے کے لئے اسٹیشنوں پر آئینگے ان کی دلشکنی ہوگی حضرت رات بھر جاگا کئے- اور خدام کو شرف ملاقات کا موقع دیا

انک لعلی خلق عظیم

حضرت کی صحت یکہ سے اترتے اور ریل میں سوار ہوتے وقت سر میں خفیف سا درد ہوا- مگر بعد میں گو امرتسر سٹیشن پر بعض سوالات کا جواب دیا اور راستہ کے اسٹیشنوں پر دوستوں سے ملاقات کرنے کے لئے جاگتے رہے- طبیعت خدا کے فضل سے اچھی رہی-

(باقی آئندہ)

سنوّر سے منشی قدرت اللہ صاحب درخواست کرتے ہیں کہ الفضل میں یہ خبر چھاپ دی جاوے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے دوستوں کی درخواست منظور فرما کر شملہ سے واپسی پر پٹیالہ و سنور تشریف لانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے-

---

ظفر علی خاں کی مولویت

"مسٹر سے مولوی بن گئے" جو مضمون الفضل میں چھپا تھا اس پر مسٹر ظفر علی خاں نے بہت کچھ زہر اگلا- لیکن خدا تعالےٰ نے جلد ہی اس کی مولویت کا پردہ فاش کر دیا- ستارہ صبح میں انّ بعد الظن اثم چھپ گیا تھا- اس سے اگلے نمبر مطبوعہ ۹- ستمبر ۱۹۱۷ء میں یہ غلطی کاتب کے سر تھوپی ہے- چنانچہ لکھا ہے :-

"کل کے مقالہ افتتاحیہ کی سرخی تھی ان بعض الظن لا اثم- ہمارے کاتب صاحب نے اس کا ان بعد الظن اثم بنا دیا"

- یہاں تک تو خیر آگے آپ لکھتے ہیں :-

"ربما اثم" کے نحوی الف لام تعریفی کا حذف سو وہ ایک دوسرا سہو تھا"

اچھا صاحب الف لام تعریفی بقول آپ کے "لاثم" سے کاتب سہواً چھوڑ گیا- مگر آپ کی مولویت نے جو ل ابتدا کو آل تعریفی بنایا اس نحو دانی کے مرقد پر جو اہل علم تبسّم کے پھول چڑھائینگے- ان کی خوشبو دور دور تک پہنچیگی- بہر لطف یہ کہ قرآن مجید میں انّ بعض الظن اِثمٌ ہے- وہاں نہ ل ہے نہ ال

بہر حال الفضل میں جو مسٹر سے مولوی بننے پر نوٹس لیا گیا تھا تو کسی حسد کی بنا پر نہیں- بلکہ محض اس لئے کہ مولویت کو کیوں اس قدر ذلیل کیا جائے جو عربی زبان سے محض کورے اور قرآن و حدیث سے مطلق بے خبر بھی "مولوی" کہلانے لگیں- بھلا جسے ل ابتداء اور ال تعریف میں امتیاز نہ ہو وہ مولوی کہلانے کا مستحق ہے ؟ پھر جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ قرآن مجید میں لاثمٌ ہے یا اثمٌ وہ مولوی تو کجا ایک "متشرع مسلمان" کہلا سکتا ہے ؟ جو قرآن مجید میں بھی تصرف کرتا ہے- اور بیچارے کاتب کو سعت میں دانستا ہے- اور لکھتا ہے کہ اس نے اثمٌ غلط لکھا لاثمٌ چاہئیے تھا- اور پھر جو ل کی توجیہ کی کہ یہ ال تعریفی ہے اس سے بھی مضحکہ خیز ہے- امید ہے کہ اس کے جواب میں علامہ عمادی سے ہی اجرتاً کوئی مضمون لکھوا کر لیڈنگ آرٹیکل بنا دیا جائیگا کیونکہ یہ غلطی کاتب کے ذمہ کسی صورت میں نہیں لگائی جا سکتی "اگر ہم قرآن مجید میں بھی تصرف کرنے لگے" کا فقرہ نہ ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ آیت نہیں بلکہ عربی مقولہ ہے- مگر ظفر علیخاں نے اس تاویل کی گنجائش بھی نہ رہنے دی- (اکمل)

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان ۱۱ ستمبر ۱۹۱۷ء

کوئی نبی کیوں نہ آئے؟

(۴)

خدا کی مخلوق آدم کی اولاد کو دیکھو کہ اس میں آپ کو ایسے انسان بکثرت ملیں گے جو بالطبع کمزوروں۔ نحیفوں پہ رحم کھانے والے اور اُن کی زبون حالت پر آنسو بہانے والے ہونگے جس شخص کو وہ دیکھینگے کہ اس کی حالت ردی ہے اس کو نظر لطف سے دیکھینگے اور اس کی دستگیری کے لئے بڑھینگے لیکن خالق کل شے رب العالمین کے متعلق کیوں روا رکھا جاتا ہے کہ اب جبکہ تمام ازمنہ ماضیہ کی نسبت ہر قسم کے نقائص اور معائب زوروں پر ہیں ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ سامنے ہے وہ اپنے بندوں۔ کمزور بندوں بے وسیلہ ڈوبتے ہوئے بندوں کیلئے اپنا دست ترحم لمبا نہیں کرتا۔ اور ان کی نجات کا سامان بہم نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ ہمارا اٹل قانون ہے کہ ہم ہرگز ہرگز اپنی گمراہ مخلوق کو عذاب نہیں دیا کرتے جب تک کہ ان کو کسی اپنے رسول کے ذریعہ ان کی گمراہی پر مطلع نہ کرلیں۔ مگر یہ حضرات ہیں کہ یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا کو ہر ایک نوع کے عذاب نے گھیر رکھا ہے۔ لیکن اس بات سے منکر بھی ہیں کہ کوئی نبی ان عذابوں سے پہلے آتا اور خدا کے ارادہ سے ان کو خبردار کرتا کہ اگر تم اپنی اصلاح نہیں کروگے تو دردناک عذاب تمہارے سر پر موجود ہے۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تو فرمائے کہ میں پہلے رسول بھیجے بغیر لوگوں کو عذاب دیا ہی نہیں کرتا مگر منکرین بعثت انبیاء مصر ہیں کہ خدا نے عذاب تو ضرور بھیجے ہیں۔ مگر نبی اس نے ہرگز نہیں بھیجے۔ نہ وہ بھیج سکتا ہے۔ اگر ان کی بات درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ خدا نے غلط قانون بنایا۔ اور لوگوں کو قانون کے پردہ میں حقیقت حال سے بے خبر رکھ کر تباہ کردیا۔ لوگ کیوں تباہ ہوتے۔ اگر رسول آتا۔ جب رسول آیا ہی نہیں۔ پھر بھی عذاب موجود ہیں۔ تو کیا خدا پر بے خبرے الملاع۔ اچانک مبتلائے آلام کردینے کا الزام نہیں عائد ہوتا۔ ضرور ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ جہاں یہ فرماتا ہے کہ ما کنا معذبین حتے نبعث رسولا وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ ہم نے جو قانون بنایا ہے اس کی علت کیا ہے ولو انا اھلکنٰھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیٰتک من قبل ان نذل ونخزی (۲۰-۱۳۴) اور اگر ہم رسول بھیجنے سے پہلے ان کو ہلاک کردیتے وہ ضرور کہتے کہ اے ہمارے رب کیوں تو نے ہماری اصلاح کے لئے رسول بھیجا۔ اگر آپ کا رسول آتا تو ہم آپکی باتوں کو تسلیم کرتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوتے۔

خدا تو فرماتا ہے کہ ہم اس الزام سے بری ہونے کے لئے جو ہمارے بندے ہم پر جائز طور پر کرسکتے ہیں کہ جب آپ نے ہماری بدکاریوں کا علم ہی نہیں دیا تو ہمیں عذاب کیوں دیا جاتا ہے۔ عذاب سے پہلے نبی ضرور بھیجتے ہیں کہ رسول ان کو آگاہ کردے اور یہ ہم پر اعتراض نہ کرسکیں مگر یہ موحد اللہ کے بندے ہیں کہ دنیا کو مبتلائے عذاب پاتے ہیں اور کہے جاتے ہیں کہ نبی کی ضرورت نہیں۔ اب کوئی خدا کا نبی نہیں آیا۔ اور نہ آسکتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذکر کے بعد ان لوگوں کے متعلق جن کو مبتلائے عذاب فرمایا ارشاد ہوتا ہے ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا نتبع آیٰتک ونکون من المؤمنین (۲۸-۲۷) اور اگر ان لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے عذاب دیدیا جاتے (اور رسول نہ بھیجا جاتا) تو یہ ضرور کہیں کہ اے ہمارے رب کیوں نہ کوئی رسول ہمارے لئے بھیجا ہم آپکی آیات کی پیروی کرتے اور ہم مومن ہوجاتے اور اس عذاب کی جگہ آپکے انعامات کے مستحق ٹھہرتے) خداوند کریم مشرکین عرب کے متعلق فرماتا ہے کہ ان کو عذاب دینے سے پہلے ہم نے آنحضرتؐ کو ان میں مبعوث فرمایا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ ہم پر اعتراض کرتے کہ ہمیں آپ عذاب تو دیتے ہیں ہماری اصلاح کے لئے رسول کیوں نہ بھیجا۔ یہی صورت یہاں ہے اگر پہلے لوگ خدا تعالیٰ پر اعتراض کرسکتے تھے کہ کیوں ان کو نبی سے پہلے عذاب دیا گیا اور خدا تعالیٰ ایک نبی بھیجکر ان کے لئے کوئی گنجائش اعتراض نہیں چھوڑتا تھا تو آج جبکہ انہی بلاؤں سے بڑھکر جو پہلے ہو گذرے ہیں موجود ہیں یہ بھی بے رسول کے اگر مبتلائے عذاب کئے جاتے ہیں تو ان کا حق نہیں کہ خدا سے سوال کریں کہ حضور کیا قصور ہوا کہ ہمارے لئے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا آپ رسول بھیجدیتے اگر نہ مانتے تو حضور کے قصوروار۔ مگر جب آپ نے کوئی نبی ہمارے پاس بھیجا ہی نہیں۔ پھر فیصلہ آپ خود فرمالیں کہ ہم کہاں تک مستحق عذاب ہیں۔ بتاؤ اس اعتراض کا جواب بعثت انبیاء کے منکروں کے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں سوا اس کے سر ہلادیں اور پیٹھ پھیر لیں۔ خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ہم نے اتمام حجت کے لئے رسول بھیجدیا۔ اگر نہ بھیجتے تو یہ ہم پر اعتراض کرتے۔ مگر اب جب نبی آگیا تو ان محروم القسمتوں نے ماننا تو تھا ہی نہیں ایک اور حجت نکال کھڑی کی۔ نبی کے آنے پر کہتے ہیں۔ اچھا جی آپ نبی ہیں فلما جاءھم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ (۲۸-۴۸) آپ نبی ہیں تو مردوں کو کیوں زندہ نہیں کرتے۔ جانور کیوں نہیں پیدا کرتے حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ اس وقت انکار کررہے ہیں انھوں نے پہلوں کو بھی نہیں مانا۔ اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل (۲۸-۴۸) کیوں جی اگر آپ موسیٰ کی مانند نشانات والے کو ہی نبی مانتے ہیں تو یہ تو فرمایئے کہ موسیٰ کا انکار کیوں کیا تھا

جس طرح اس ہمارے نبی کو جادوگر اور چالباز کہتے ہو اسی طرح موسیٰ و ہارون کو "سحران تظاھران" کہا تھا۔ پس ان کو نہ ماننا ہے نہ مانینگے۔

ان آیات سے تو یہ ظاہر ہوا کہ اگر خدا کسی نبی کو نہ بھیجے تو خدا خود فرماتا ہے کہ بندوں کو مجھ پر اعتراض کرنیکا حق ہے کہ وہ ہمیں کہ جب ہمیشہ نبی آیا کئے اب کیوں نہ آئیں؟ اگر اب بھی عذاب دیئے جاتے ہیں تو پہلے نبی کا وجود دکھایئے۔

تائید مزید از جناب قاضی اکمل صاحب

الفضل میں اس موضوع پر جناب شہاب کے قلم سے چار لیڈر نکل چکے ہیں۔ مخاطب غیر احمدی تھے انہی سے کسی جواب کی توقع تھی مگر بول اٹھے ہیں۔ غیر احمدیوں بلکہ آریوں اور عیسائیوں کے وکیل دوست محمد صاحب۔ آپ کی نرالی منطق ملاحظہ ہو۔ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔ جس شاخ پہ بیٹھے ہیں اسی کی جڑ کاٹ رہے ہیں۔ آپ کے اعتراض ہیں کہ

(۱) گذشتہ تیرہ سو سال میں اکثر و بیشتر حصہ انہی خرابیوں میں بالکل رہا ہے۔ جو اب کسی رسول کی بعثت کا موجب بتائی جاتی ہیں

(۲) بغداد جیسی اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ہلاکو خاں نے بھی وہ تباہ کن نقشہ پیدا کر دیا تھا جو ان خواہشمندان نبوت کے نزدیک ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کی شرط کو پورا کر کے کسی نبی کی بعثت کو ضروری ٹھیراتا ہے۔

(۳) نبی کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے جب ان خرابیوں کے تمام ہونیکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت مفقود ہو جائے لیکن یہاں قرآن کریم موجود ہے

اعتراض اول کے جواب میں واضح ہو کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں بھی بیشک بالخصوص خیر القرون کے بعد مسلمانوں کے عقائد و اعمال میں خرابیاں آئیں مگر وہ سب جزوی باتیں تھیں جو یا تو بعض علاقوں میں محدود رہیں یا بعض گروہوں میں۔ ایک نہ ایک امت قائمہ ضرور ایسی رہی جو حق پر قائم اور حق کی تبلیغ کرنے والی تھی۔ پھر ان خرابیوں کے انسداد کیلئے مجددین مبعوث ہوتے رہے جن کا حلقہ بعثت پہلے انبیاء بنی اسرائیل کی طرح محدود ہوا کرتا تھا۔ انھوں نے اپنی اپنی استعداد اور ضرورت کے مطابق ان فروعی اختلافات کو مٹایا۔ مگر موجودہ زمانہ میں جو خرابیاں رونما ہوئیں یہ زیادہ تر اصولی تھیں اور ہر مسلمان سب کے سب بگڑ گئے اور کوئی ان میں حق پر قائم نہ رہا۔ الا ماشاء اللہ۔ تب خدا کی حکمت بالغہ نے چاہا کہ وہ ایک نبی کو اسی محمدؐ کی روح و قوت میں پیدا کر کے از سر نو دین قیم کو قائم کرے۔ (۲) بیشک بغداد جیسی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجی اور یہ ایک عذاب تھا۔ مگر جو عذاب ایک رسول کی بعثت کی خبر لاتا ہے وہ عالمگیر عذاب ہوتا ہے اور ایسا سخت اور اتنی کثرت سے متواتر ہوتا ہے کہ زمین پکار اٹھتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک۔ تم تاریخ دیکھ جاؤ۔ موجودہ زمانہ میں

جو قسم قسم کے عذاب نازل ہوئے۔ سیفیہ ہے۔ طاعون ہے۔ قحط ہے جنگ ہے۔ یکدم اور اکٹھے اس شدت و تواتر کے ساتھ تمام دنیا تمام جہان پر گذشتہ تیرہ سو سال میں کبھی نہیں آئے۔ پس پہلی تباہیاں ملکی تباہیاں خاص خاص علاقوں سے مخصوص تھیں اور یہ تباہی ایسی عالمگیر ہے کہ اسکی نظیر گذشتہ زمانہ میں نہیں پائی جاتی اور محمد رسول اللہ کی بعثت کے بعد ایسا نبی بھی وہی ہو سکتا ہے جس کا حلقہ بعثت کافۃ للناس للعلمین نذیرا کی ماتحت ہو اور جسکی ہمت جس کی استعداد جسکی قوت قدسیہ تمام جہان کے مریضوں کا علاج کرے۔ تم ایک مجدد کا تو نام لو جس نے تمام دنیا کو مخاطب کیا ہو اور وہ کیوں کرتے جب ان کا کام ہی کسی خاص علاقے میں محدود تھا اسی لحاظ سے ان کے انکار و تکذیب پر عذاب بھی محدود ہی آتا تھا اور وہ نبی نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نبی وہی ہو سکتا ہے جو جامع جمیع کمالات محمدیہ ہو اور یہ بات مرزا صاحب کے سوا اور کسی میں نہیں تھی۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر حضور نے خود دعویٰ کیا ہے۔ اگر عیسیٰ بن مریم ہوتا تو ہرگز نہ کر سکتا۔ بغداد تو ایک سلطنت تھی جس زمانہ میں مسیح موعود آیا اس زمانہ میں مسلمانوں کی تمام سلطنتوں پر زوال آ چکا تھا۔ نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ صرف عرب بلکہ عجم نہ صرف بر اعظم بلکہ جزائر کے رہنے والے نہ صرف بیرانی ہو دنیا کے باشندے بلکہ تمام دنیا کے باشندے طرح طرح کی مصیبتوں کھوں بلاؤں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ کیا تم ایسی عالمگیر عذاب کی مثال تیرہ سو سال گذشتہ میں پیش کر سکتے ہو ہرگز نہیں ہندوستان میں اگر اباحت و گمراہی کے زور سے ایسا وقت پہلے آیا تھا تو اس وقت مجدد بھی وہ مبعوث ہوا جس نے اپ کو مجدد الف ثانی بتایا یعنی صدی کا مجدد نہیں بلکہ ہزار کا لیکن جب ایسی گمراہی ایسی ضلالت پھیلی کہ ہندوستان سے باہر دوسری تمام خشکی و تری پر جہاں جہاں انسانی نسل کا اس کا اثر پہنچا تو پھر اس کو ہدایت کی طرف لانا ایک مجدد کا کام نہیں تھا بلکہ ایک نبی کا کام تھا اور نبی اس شان کا نہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل کہ وہ خاص خاص ملکوں یا قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے بلکہ وہ نبی جو جری اللہ فی حلل الانبیاء ہو جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کی قوت قدسیہ رکھتا ہے صاف کیوں نہ کہدوں کہ جو جمیع کمالات محمدی کا حامل ہو یعنی خود محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) نبی کی ضرورت اس وقت بتائی ہے جب خرابیوں کے رونما ہونیکے ساتھ وہ ہدایت مفقود ہو۔ چلو سکتا۔ کیا تم ہاں غیر احمدیوں کے سامنے مسیح موعود کی صداقت میں یہ بات نہیں پیش کر چکے کہ اب اسلام اسکے اسم اور رسم کے سوا کچھ نہیں رہا۔ العدیہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اس سے پہلے کبھی یہ زمانہ نہیں آیا۔ ورنہ مسیح موعود کی کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی تبلا اس کے اور کیا معنی ہیں سوا اس کے کہ ہدایت مفقود ہو چکی تھی۔ اور کیا تمہارے مسلمانوں نے بار بار یہ اقرار نہیں کیا اب کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہا۔ آخر اقرار کا معنی رکھتا ہے۔ عزیز من! ہدایت یونہی مفقود ہو جایا کرتی ہے۔ ورنہ کتاب تو دنیا پر موجود رہتی ہے۔ کیا تمہیں وہ حدیث بھول گئی جب نبی کریم نے فرمایا[1] ذلک عند اوان ذہاب العلم اور صحابہ نے عرض کیا کہ علم کس طرح اٹھ جائیگا۔ جب قرآن ہم میں محفوظ رہیگا۔ پھر ہم اپنی اولادوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائینگے۔ تو حضور نے جواب دیا کہ تورات و انجیل کی موجودگی میں یہود و عیسائی علماء کیا کر رہے ہیں۔ علم کا رفع یہی ہے کہ اس کے حقیقی معنی محفوظ نہ رہیں۔ پھر اس پر عمل اٹھ جائے۔ ثریا پر ایمان چلا جانا یہی تو تھا کہ قرآن کے الفاظ صرف ذہنین یا حلقوں میں رہ گئے تھے۔ مگر انکی طرف توجہ کسی کو نہیں تھی۔ کیا مسیح موعود کی بعثت سے پہلے یہی حالت نہ تھی اور کیا اب غیر احمدیوں کی یہی حالت نہیں۔ کہ یہی مسئلہ ہے کوئی کتاب فقہ کی اٹھا کے دیکھ لینگے قرآن مجید کا نام تک نہ لینگے۔ بلکہ اسکا ترجمہ تک پڑھنا گناہ قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں ہدایت کہاں مفقود ہوئی۔ او ہدایت کس طرح مفقود ہوا کرتی ہے۔ اور ایمان کیونکر ثریا پر چلا جاتا ہے۔ یوں تو تورات و انجیل اب تک موجود ہے۔ ہاں یہ فضل ربی ہے کہ الفاظ محرف نہیں ہوئے۔ گو تفاسیر کے ذریعہ بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے۔ ذرا وفات مسیح کا مسئلہ پیش کر کے دیکھو مجال ہے جو یہ لوگ کسی آیت قرآنی کی طرف آئیں تفسیر پڑھ کر سنائیں گے اسی پر ایمان لائیں گے۔ یہ ہدایت مفقود ہونیکا ثبوت نہیں۔ تو پھر کسی چیز کا مفقود ہونا ہی باطل ہے۔ باقی رہا الفاظ قرآن کا محفوظ رہنا سو اسی لئے خدا نے اور اسکے نبی نے فرمایا اور ہمارا بھی اسپر ایمان ہے کہ اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آئیگا۔ کیونکہ شریعت بالفاظہ موجود ہے صرف اسکے معانی اور اسپر عمل محفوظ نہیں اس کے لئے بھی ان حالات میں کہ تمام مسلمان مسلمان نہیں رہے اور ان کے علماء بھی بگڑ چکے ہیں۔ امراء بھی بگڑ چکے ہیں۔ غرباء بھی بگڑ چکے ہیں۔ الغرض ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ درپیش ہے یعنی ایک طرف دین حق بیابان بیکس ہے دوسری طرف کفر جوشاں ہے۔ نبی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر کوئی فروعی اختلاف ہوتا یا ایک آدھ اصولی غلطی ہوتی۔ یا کسی خاص علاقے میں خرابی ہوتی تو ایک مجدد درست کرتا۔ لیکن یہاں تو اصولی غلطیاں ہیں اور آوے کا آوا بگڑا ہے اور پھر غیر مذاہب کا حملہ پر حملہ ہے اور شیطان کا

---

[1] وہ حدیث یوں ہے۔ قلت یا رسول اللہ وکیف یذہب العلم ونحن نقرء القرآن ونقرئہ ابناءنا ویقرئہ ابناءنا ابناءھم فقال ثکلتک امک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجال المدینۃ اولیس ہذہ الیہود والنصاریٰ یقرؤن التوراۃ والانجیل لا یعلمون بشیء مما فیہا۔ (رواہ احمد)

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر سے مجھے خاص دلچسپی ہے۔ اور میں جہاں بھی سنتا ہوں کسی نے ترجمہ کیا ہے اسے منگوا کر پڑھتا ہوں وہ ترجمہ جو مولوی محمد علی صاحب نے انگریزی میں کیا ہے چھپ چکا ہے اور اس کی کچھ جلدیں آخیر ستمبر میں لاہور پہنچنے والی ہیں۔ جس کی اشاعت کے لئے مدیر پیغام نے ۴۔ ستمبر کے اشیو میں تحریک کی ہے یہاں تک تو کوئی ایسی بات نہیں جس کے ساتھ ہمیں بحث ہو۔ مگر افسوس ہے کہ اس اعلان میں منشی دوست محمد صاحب نے خواہ مخواہ ہمیں چھیڑا ہے۔ اور چند ایسی نا سزا باتیں کہی ہیں جن کا نہ کہنا ان کی بھلائی کا موجب تھا سب سے پہلے تو انھوں نے اپنے ممدوح کو بانس پر چڑھایا ہے۔

"قرآن کریم کا وہ انگریزی ترجمہ وہ زندہ اسلام کا فوٹو جو مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ جیسے فاضل انسان کے خداداد علم و فضل اور آپکی سالہا سال کی شبانہ روز محنتوں اور جانکاہیوں کا نچوڑ ہے"

میرا خیال ہے کہ خود مولوی محمد علی صاحب نے ان الفاظ کو برا منایا ہوگا۔ کیونکہ ہمیں جو کچھ بھی فہم قرآن حاصل ہے وہ سب برگزیدہ بارگاہ کبریا حضرت مسیح موعود علیہ التحیۃ والثناء کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہے۔ ہزاروں بی۔ اے اور ایم۔ اے۔ مارے مارے پڑے پھرتے ہیں اور قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ اگر محمد علی بھی خدا کے مسیح کے قدموں میں اپنے آپ کو نہ ڈالتا تو کچھ بھی نہ کرسکتا۔ پس انما اوتیتہ علی علم کہنا صدور جہ کی محسن کشی اور غداری ہے۔ مسیح موعود کے عہد سے قطع نظر کرکے ہم تو دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی سے جب سے قادیان چھٹا ہے اب وہ عالمانہ مضمون نہیں رہے۔ اور ایک مضمون بھی وہ ایسا نہیں لکھ سکے۔ جو اہل علم کے پڑھنے کے قابل ہو پھر جس محسن کے قدموں کی طفیل یہ سب کچھ حاصل ہوا محض متاع دنیا کی خاطر اس کا ذکر نہ کرنا باوجود صریح آیات کے اسے چھپانا اور بھی قابل نفرت فعل ہے۔ جس کا یہ مترجم قرآن اگر مرتکب ہوا ہے تو بہت ہی برا کیا ہے۔

(۲)

دوم اس بات پر بڑا فخر کیا گیا ہے کہ تم (مبائعین) سفد مر ذکر سکے۔ اور ہم جو صدر انجمن کی پراپرٹی چھین لائے تھے اس کے واپس لینے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ میرے خیال میں بہتر تھا جو دوست محمد اس کا ذکر نہ کرتا۔ کیونکہ کسی چیز کا ڈاکہ ڈال کر یا اسے چرا کرلے جانا اور پھر مالک کی شرافت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فخر و مباہات سے اپنے فعل شنیعہ کا ذکر کرنا یہ کوئی صلحاء و شرفا کا کام نہیں ہے۔ اس بات سے تو تم لوگ بھی انکار نہیں کرسکتے کہ تین سال تک اڑھائی سو روپیہ ماہوار کے قریب تنخواہ مولوی محمد علی صاحب محض ترجمہ قرآن کے معاوضہ میں صدر انجمن سے وصول کرتے رہے ہیں تو ہزار یہ ہوئے۔ اور یہاں سے تین چار ہزار کی کتابیں وغیرہ اسباب بھی لے گئے یہ تیرہ چودہ ہزار جس پر وہ قبضہ کر بیٹھے ہیں ان کے لئے کسی مذہب میں بھی حلال نہیں۔ اور ایک مذہبی آدمی کے لئے جسے کسی دینی قوم کی لیڈری و امیری کا ادعا بھی ہو بہت قابل شرم بات ہے۔ کہ وہ کسی کی حق تلفی کا ارتکاب کرے۔ اور پھر اپنے چیلوں کو اجازت دے کہ وہ اس کی اس حرکت ناشائستہ و فعل ناشائستہ کو سراہیں۔ سچ پوچھو تو ہم نے اپنی خموشی سے تم پر وہ اخلاقی فتح حاصل کی ہے جس کی نظیر گذشتہ تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ اللہ تمھارے ماتھے پر ہمیشہ کے لئے وہ کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے بلکہ مجھے کہنا چاہیئے تمھارے چہرے پر وہ نہ مٹنے والا کلنک پھرایا ہے کہ آنے والی پاک نسلیں قیامت تک لعنت بھیجتی رہیں گی۔ اگر مقدمہ کرکے قرآن مجید کا ترجمہ واپس لیا جاتا تو یہ فائدہ نہ ہوتا جو اب ہمیں حاصل ہے کیونکہ سب لوگ کہینگے کہ پیغامی وہی ہیں جن کا امیر انکے آقاؤں اور محسنوں کا تیرہ چودہ ہزار کا مال اڑا لایا تھا۔ میرے نزدیک تو ایک مذہبی گروہ کے لئے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ جن کے امیر سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہو۔ تم خدا کے لئے گریبانوں میں منہ ڈال کر اسلامی شریعت کی رو سے اپنے امیر کے اس فعل پر نظر کرو۔ آیا اس کے لئے جائز تھا کہ وہ اس ترجمہ پر قبضہ کرلے جو اس نے کسی کی ملازمت کے ایام میں کیا۔ اور پھر اپنے ان فقرات کو پڑھو جو اخبار پیغام میں تم نے لکھے۔ اگر کچھ بھی صداقت کا احساس ہے تو تمھارا ضمیر تمھیں ملامت کرے گا۔ کیا یہ کسی خدا رسیدہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے جسے لیظہرہ علی الدین کلہ کا مصداق ٹھہرایا جارہا ہو۔

(۳)

سوم۔ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ کام محض للہ کیا۔ اور اس کا کچھ بھی بدلہ نہیں لیا۔ میرے خیال میں یہ ایک جھوٹ ہے جس کی تردید مر صداقت پسند کو کر دینی چاہیئے۔ ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء تک تو صدر انجمن سے تنخواہ لیتے رہے دو سو سے زیادہ۔ اور اس کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں یہ درخواست بنام تجویز کس نے پیش کی تھی کہ

"میرے مایحتاج کے لئے مناسب رقم مقرر کردی جائے"

ہاں آپ نے انجمن کے حال پر یہ عنایت ضرور کی کہ یہ رقم مجھے اس وقت دیجا وے جب ترجمہ قرآن چھپنا شروع ہوجائے۔ حالانکہ مایحتاج کا بندوبست آپ بھی جانتے ہیں اور دوسرے رازدانوں کو بھی معلوم ہے پہلے سے ہو چکا تھا۔ پس مایحتاج کے بہانے سے صرف پروف انڈکس اور تمہید کی تیاری کا بل وصول کرنا (کیونکہ ترجمہ تو قادیان میں ہی ہو چکا تھا۔ جیسا کہ ڈائری خلیفہ اول مندرجہ پیغام سے ثابت ہے۔) کس قدر نازیبا ہے اس شخص کے لئے جس کی نسبت بڑے دعوے سے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک پائی کا بھی روادار نہیں۔ اور اس نے کچھ وصول نہیں کیا یا کرنا چاہا۔

(۴)

چہارم اس ترجمہ کو بالکل بے عیب قرار دیا جاتا ہے اور الٰہی دربار میں مقبولیت یافتہ۔ حالانکہ بے عیب ذات اللہ کی ہے۔ اور مقبولیت بدربار الٰہی کا کوئی ثبوت نہیں۔ انگریزی تو میں نے دیکھا نہیں۔ اور نہ مجھے انگریزی دانی کا دعوے ہے۔ البتہ نکات القرآن کے نام سے جو اردو میں

نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ وہ میں نے قیمتاً منگوا کر بڑے شوق و اخلاص سے پڑھے۔ اس کے حصہ اول ہی میں مجھے اتنی غلطیاں نظر آئیں (حالانکہ میں کوئی عالم نہیں اور جو کتابیں پڑھی تھیں وہ بھی جب سے قادیان آیا ہوں ع جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے وہ سب ایکدم میں بھلا دیا کا مصداق ہوں) کہ میں ایک مضمون لکھنے پر مجبور ہوا جس کی اشاعت کو سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ کہکر روکدیا کہ بشر سے غلطی ہو جانا ممکن ہے۔ اس لئے رہنے دو نہ چھاپو۔ اسطرف تو یہ وسعت قلبی یہ فیاضی۔ یہ عفو یہ چشم پوشی۔ اور دوسری طرف وہ چھچھوراپن اور کم ظرفی کہ ہمارا ترجمہ شائع ہوا تو جھٹ مولوی محمد علی صاحب نے ایک مضمون شائع کر دیا اور ایک ایسی بات ہماری طرف منسوب کر کے (ہم آیت میثاق النبیین کا مصداق رسول اکرم کو نہیں سمجھتے) جس کے خلاف اسی ترجمہ پر دو صفحے لکھا تھا غلط فہمی پھیلانی چاہی۔

خیر ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق کام کرتا ہے۔ یہاں میں مولوی محمد علی صاحب کی صرف ایک فاش غلطی کا ذکر کرتا ہوں۔ اور اپنے محب قدیم مولانا محمد احسن صاحب امروہوی سے ہی درخواست کرتا ہوں کہ انھیں تاویلات میں خاص ملکہ حاصل ہے وہی اسے کسی طرح درست کر دیں مگر پہلے مولوی محمد علی صاحب کا بیان لے لیں۔ دیکھو نکات القرآن حصہ دوم صفحہ ۱۲۴ نوٹ نمبر ۲۶۰ یوں لکھا ہے:-

ھدًی للناس و بینات من الھدٰی والفرقان۔ ان الفاظ میں قرآن کریم کے تین کمالات کا ذکر فرمایا۔ اول یہ کہ یہ ہدایت ہے۔

دوسرے یہ کہ اس میں ہدایت کے بینات ہیں۔ یعنی واضح دلائل بھی ہیں۔

تیسرے یہ کہ فرقان ہے۔ یعنی حق و باطل میں امتیاز بھی کرتی ہے۔

اب آپ ذرا قرآن مجید کھولئے وہاں یہ آیت یوں ہے:-

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ

مولوی محمد علی صاحب بیچارے صرف و نحو نہیں جانتے۔ مغلوب الغیظ اور متکبر ابتدا ہی سے چلے آتے ہیں۔ کسی کے آگے زانوئے ادب تہ نہ کر سکے حضرت خلیفہ اول کے درس میں بھی کتاب پھینک کر چلے آتے۔ اور یوں علم بڑھانے سے محروم رہ گئے۔ یہاں قادیان میں ایک سے ایک بڑھ کر عالم موجود ان کی حیثیت بھی اور تھی۔ اس لئے یہاں تو کوئی بات پوچھ سکتے تھے۔ وہاں لاہور میں قریباً سب علم دین سے کورے بلکہ جن کے مکانوں میں ہیں وہ صحیح قرآن مجید بھی نہ پڑھ سکیں۔ پھر بن گئے امیر قوم اب کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتے کہ یہ لفظ کس طرح ہے۔ خیر سے الفرقانَ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ یہ الفرقانِ ہے۔ صحیح معنی تو اس کے یہ ہیں کہ قرآن مجید ہدایت ہے لوگوں کے لئے۔ اور ہدایت و فرقان کے واضح دلائل ہیں۔ مگر آپ الفرقان کو مجرور نہیں سمجھے حالانکہ زیر صاف پڑی ہے۔ اور اسے الگ سمجھ کر یوں بنا دیا کہ قرآن مجید ھدی للناس ہے (۲) بینٰتٍ من الھدٰی ہے۔ (۳) الفرقان ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ میرے خیال میں ایک مترجم قرآن ہونے کے مدعی کے لئے یہی غلطی اسے نادم کرنے کے لئے کافی ہے۔

ایڈیٹر پیغام نے ہماری نسبت لکھا ہے کہ ابھی تک صرف ایک ہی پارہ کیا ہے۔ اسے واضح رہے کہ ترجمہ قرآن صحیح ہونا چاہئے۔ تمام شائع کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم تمہارا پیشرو تم سے بہت پہلے اردو اور انگریزی ترجمے معہ تفسیر مکمل کر کے شائع کر چکا ہے مگر علم اسے بھی نہیں تھا۔ اس لئے اس نے بھی جا بجا ایسی جاہلانہ غلطیاں کی ہیں جس پر میں نے سب سے پہلے ایک مضمون بدر میں شائع کیا تھا۔ اس بزرجمہر غلط انسان نے غُرُوْرًا کا ترجمہ تکبر کر دیا۔ اور نہ جانا کہ غُرور اور غَرور میں بڑا فرق ہے۔ اور اس کے معنے ہیں دھوکہ دینے والا۔ اسی طرح فلا تھنوا و تدعوا الی السلم کے معنی کر دیئے کہ تم دشمن کے مقابلہ میں سست نہ ہو۔ اور صلح کی طرف بلاؤ۔ حالانکہ ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ اس کے معنی ہیں صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ یہ غلطی سید محمد حسین شاہ صاحب نے بھی کی اور ایک مضمون میں اس کے یہ معنی کئے کہ اسلام کی طرف بلاؤ۔ مگر ان پر کوئی افسوس نہیں وہ بیچارے عربی سے نابلد ہیں۔ ہاں یہ افسوس ہے کہ وہ کبھی کبھی مجتہد بن بیٹھتے ہیں۔ ایک دفعہ لا یحب اللّٰہ الجھر بالسوء سے آپنے استدلال کیا کہ گالیاں دینا مقابلہ پر جائز ہیں۔ غرض مولوی محمد علی صاحب نے اس قسم کی اور بھی غلطیاں کی ہیں جن کی موجودگی میں انھیں یا ان کے مداحوں کو ذرا سوچ سمجھ کر تعریفی الفاظ لکھنے چاہئیں۔

(۵)

یہ نجم ایڈیٹر پیغام نے لکھا ہے کہ

"مبائعین کی اپنے اس پارے کو بکوانے کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر انھیں نظر نہ آئی کہ اسی فاضل انسان (محمد علی) کو اس کا مصنف ظاہر کریں جس کے اس ترجمہ قرآن بلکہ اس کے نام کے ساتھ انھیں اس قدر عداوت ہے" (پیغام صفحہ ۲ کالم ۳ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۷ء)

ہر چند کہ مدیر پیغام اپنے تمام تو نہیں بلکہ ایمان کا اکثر حصہ بھی بیس پچیس روپوں کی عوض بیچ چکا ہے۔ مگر تاہم میں اسے ایسا بے ایمان نہیں سمجھتا کہ وہ ہم پر ایسا افترا کرے۔ جس کا کوئی سر پیر نہ ہو اس لئے مجھے امید کرنی چاہئے کہ وہ سب سے پہلی اشاعت میں اس کی تردید کر دے گا۔ ورنہ تقاضائے شرافت و نشان ایمان و دیانت داری یہ ہے کہ وہ اس کا ثبوت پیش کرے جو ہم نے کبھی اپنا پارہ یہ جتلا کر فروخت کیا ہو کہ یہ محمد علی کا ترجمہ ہے۔ کیا ایڈیٹر پیغام کو یاد نہیں کہ جب اخبار وکیل نے غلطی سے ایسا سمجھا۔ تو ہم نے فوراً تردید کی۔ اور شائع کیا کہ ہم اپنے ترجمہ قرآن کو مولوی محمد علی کی طرف منسوب کرنا اس ترجمہ کی ہتک سمجھتے ہیں جو قادیان میں ہوا ہے۔ باوجود اس

[illegible]

کیا ہر مبشر و منذر رسول ہوتا ہے؟

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ایک طبیب صاحب اپنے شاگرد کو ساتھ لیکر مریض کے پاس پہنچے جاتے ہی آپ نے کہا کہ تم خربوزے بہت کھا گئے ہو اسلئے بیمار ہو مریض نے اپنے جرم کا اقبال کیا اور طبیب صاحب کی تسبیت سارے گاؤں میں چرچا ہو گیا کہ مریض کو دیکھتے ہی تشخیص مرض کر لیتے ہیں شاگرد نے اپنے استاد سے درخواست کی کہ مجھے بھی یہ گر سکھا دیجئے استاد نے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے میں گیا اسکی چارپائی کے پاس خربوزے کے چھلکے پڑے تھے اس لئے میں نے کہہ دیا کہ تم خربوزے بہت کھا گئے ہو۔ شاگرد صاحب نے اسے پلے باندھا دوسرے روز جو کسی مریض کے لئے بلاوا آیا تو شاگرد صاحب نے کہا کہ استاد صاحب! آپ تکلیف نہ فرمایئے میں جاؤنگا وہاں گئے تو اتفاق سے چارپائی کے نیچے خوگیر پڑا تھا۔ آپ بغیر نبض دیکھے جھٹ بول اٹھے کہ صاحب ہم سمجھ گئے آپ خوگیر بہت کھا گئے سب آپکی اس حماقت پر ہنس پڑے یہی حال ہو ہمارے دوست (برعکس نہند نام زنگی کافور) دوست محمد ظفر علیخان صاحب کے دیوانہ کتا کاٹ گیا اس پر الفضل نے کچھ لکھا تو ظفر صاحب نے اعتراض کیا کہ اگر یہ میرے لئے عذاب ہے تو ماسٹر مولاداد احمدی پر بھی یہی عذاب آیا تو اس کا جواب ہمارے دوست منشی غلام حسین صاحب نے یہ دیا۔

"جس طرح ہر ایک قتل ہونے والے پر لو تقول کی آیت چسپاں کر کے اسے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا ۔۔ اسی طرح ہر ایک وہ جسے دیوانہ کتا کاٹے مکذب اور منکر نہیں ہوتا"

یہ دلیل ایسی زبردست ہے کہ باوجود بغض و عناد دوست محمد کو بھی مزیدار معلوم ہوئی لیکن آپ اسی نسخہ کو لیکر (وہی خوگیر والی بات) حقیقۃ النبوۃ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ :۔

"میاں صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ "یہ خیال نہ کرنا کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین کے ماتحت مبشرات جاری ہیں" یعنی میاں صاحب کے نزدیک ما نرسل الآیۃ کے ماتحت چونکہ رسول مبشر و منذر ہوا کرتے ہیں اسلئے لازمی ہوا کہ ہر ایک مبشر و منذر رسول بھی ہو ۔۔ ہر ایک مرسل مبشر و منذر تو ضرور ہوتا ہے یہ نہیں کہ ہر مبشر و منذر نبی بھی ہو" (پیغام مورخہ ۲ ستمبر صفحہ ۲ کالم ۳)

اول تو خدا جانے یہ لزوم کہاں سے نکال لیا کہ (حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ) ہر ایک مبشر و منذر رسول ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو صرف یہ ذکر ہے کہ جو رسول ہو وہ مبشر و منذر بالضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی اس کا کام ہے یہ نہیں فرمایا کہ ہر مبشر و منذر رسول ہوتا ہے دوم۔ منشی غلام حسین صاحب والا اصل غرور نہیں کہ حقیقۃ النبوۃ کی عبارت کے اس معنی پر (جو آپ اپنی خوش فہمی سے سمجھے ہیں) صادق آئے کیونکہ موضوع اور محمول میں کئی قسم کی نسبت ہوتی ہے چار تو مشہور ہیں عموم خصوص مطلق (۲) عموم خصوص من وجہ (۳) تساوی (۴) تباین دیکھو کل انسان حیوان ٹھیک ہے مگر کل حیوان انسان نہیں۔ یہ قضیہ تو ایسا ہے جیسے منشی غلام حسین صاحب نے فرمایا اور آپ کو پسند آیا مگر ایک میں نسبت تساوی کی ہوتی ہے مثلاً کہیں کل ناطق انسان اور کل انسان ناطق حضرت خلیفۃ المسیح نے ہرگز نہیں فرمایا کہ ہر ایک مبشر خواہ وہ کس درجہ کا بھی ہو رسول ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تبشیر و انذار جس کی باعتبار کیفیت و کمیت زمانہ میں نظیر نہ پائی جائے وہ عین نبوت ہے اور ایسے مبشر و منذر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کل رسول مبشر و کل مبشر رسول۔ کیونکہ مبشر و منذر کا صحیح اطلاق بھی اسی پر ہوگا۔ جس کی بشارات کا درجہ باعتبار کمیت و کیفیت ایسا اعلیٰ ہو کہ زمانہ میں اسکی نظیر نہ پائی جائے۔ ورنہ یوں تو رسول ہر فرستادہ کو کہہ لیتے ہیں مگر رسول کا اطلاق شرعی رنگ میں اسی پر ہوتا ہے جو تبلیغ رسالات ربی کرنے پر مامور ہوا ہو چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح نے صفحہ ۱۱۰ پر لکھ دیا ہے۔

"ان کو نبی صرف اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی تھی (۲) وہ غیب کی خبریں جو ان پر ظاہر ہوتی تھیں معمولی نہ ہوتی تھیں بلکہ وہ عظیم الشان خوشخبریوں اور خطرناک عذابوں کی خبریں تھیں (۳) خدا نے ان کو نبی کے نام سے پکارا ہے یہی اور صرف یہی تین باتیں ہیں جنکے پائے جانے سے پہلے سب انبیاء نبی کہلائے"

پھر حضور نے مبشرین و منذرین کی تفسیر کرتے ہوئے بتا دیا ہے کہ یہ تینوں شرائط "مبشرین و منذرین" میں بیان کر دی گئی ہیں اور الوصیۃ[۵۱] میں پھر چشمہ معرفت[۵۲] میں حضرت اقدس نے بھی واضح کر دیا ہے کہ انبیاء صرف انہی شرائط کی وجہ سے نبی کہلائے کتاب یا شریعت کا لانا یا امتی نہ ہونا حقیقت نبوۃ میں داخل نہیں پس یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

"ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ مبشرات و منذرات لاتے ہیں"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۰۹)

اور مبشر و منذر کے اس درجہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی صنف خاص کے متعلق ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر مبشر و منذر رسول ہوتا ہے باقی یوں بشارتیں تو مجددین کو بھی ہوئیں اولیاء امت کو بھی ہوئیں اور مومنوں کو بھی ہوتی رہیں مگر اس کثرت کو نہ پہنچیں نہ بلحاظ کیفیت اس اعلیٰ درجہ پر تھیں جس کے پائے جانے پر انسان نبوت کا خطاب پاتا ہے چنانچہ اسی بنا پر حضرت اقدس ؑ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر اعلان فرما دیا کہ اور صلحاء امت (مجددین ہوں یا دیگر اولیاء) نبی کا خطاب پانے کے مستحق نہیں کیونکہ ان میں یہ شرط نہیں پائی جاتی پھر اخبار عام کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی واضح کر دیا تھا کہ جس کے پاس چند پیسے ہوں وہ بھی دولت رکھتا ہے مگر اسے دولتمند نہیں کہہ سکتے پس دوسرے مبشرات والوں سے امتیاز کے لئے اس پاک نفس کو جو باعتبار کثرت و کمیت مبشرات سب سے بڑھا ہوا ہے نبی کا خطاب دیا جائیگا اور وہی حقیقی معنوں میں مبشر و منذر کہلانیکا مستحق ہے اسلئے ہمارا یہ قول بھی درست ہوگا کہ ہر مبشر و منذر رسول ہوتا ہے۔

---

[۵۱] جبکہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اسمیں کوئی کمی و کثافت باقی نہ رہے اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے (الوصیۃ صفحہ ۲)

[۵۲] نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے چشمہ معرفت (صفحہ ۱۸۰)

(ب) ہمارے مخالف مسلمان (اور اب پیغامی بھی) مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے (صفحہ ۱۸۱)

میں نے نہایت نرمی سے سمجھا دیا ہے لیکن میرے عزیز بھائی مولانا غلام رسول صاحب فرمایا کرتے ہیں لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے اسلئے اگر مدیر پیغام نے پھر کبھی یہ اعتراض کیا تو میں اسے مولوی صاحب موصوف کے سپرد کر دونگا جو بھوتوں کی تسخیر میں ان دنوں سے مشہور ہیں جب وہ اور میں ہم سبق تھے اور والد ماجد مولانا امام الدین سے پڑھا کرتے تھے۔

ایک اخبار نویس جسے اشاعت اسلام بری معلوم ہوتی ہے

۴ ستمبر کے ستارہ صبح ظفر علیخان صاحب نے دارالایامیٰ کے متعلق تحریک کرتے ہوئے مسلمانوں کی لامرکزیت کا رانڈ رونا رویا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

"پہلے قومی دولت ایک مرکزی اصول کے تحت میں ایک جگہ جمع ہوتی تھی اور بحصہ رسدی حقداروں میں بانٹ دی جاتی تھی اب بھی وہ دولت انہی اغراض کے لئے جیبوں سے نکلتی تو ہے لیکن لامرکزیت کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھکر ہباءً منثوراً ہو رہی ہے"

اسکے جواب میں بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے تیرہ سو سال پیشتر پانچویں ہزار میں (سیدنا) محمد مدنی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعے تمام سعید روحوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح چودھویں صدی کے سر پر ساتویں ہزار میں احمد قدنی (محمد ثانی) علیہ السلام کے ہاتھ پر پھر سعید روحوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کیا گیا۔ تا آئندہ ان کے کام لامرکزیت سے تباہ نہ ہوں مگر افسوس مسلمانوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی۔ اب اسکی یاداش میں جس قدر بھی تباہی آئے اور وہ اپنے کاموں میں ناکام رہیں کم ہے کیونکہ جو قومیں خدا کے انعام کی قدر نہیں کرتیں وہ مغضوب بنکر اسی دنیا میں ذلت و مسکنت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اسی ضمن میں ستارہ صبح کے ایڈیٹر نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کرنے والوں پر بھی حملہ کیا ہے بایں الفاظ کہ

"وہ اپنے پیٹ کو چندہ کی روپہلی پوٹ بنائے ہوئے خوش خوش گھر پہنچا ہے۔ ہم تو چندہ لینے والے اور نہ چندہ دینے والے کو یہ خیال آتا ہے کہ مسلمانوں کی گاڑھی کمائی کا کئی ہزار روپیہ خرچ کرنے سے ایک آدھ انگریز ولایت میں مسلمان بنا لیا گیا تو اس سے یہ بات بدرجہا بہتر تھی کہ اسی روپیہ سے خود ہندوستان کے سینکڑوں گم کردہ راہ بسنے والوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا جاتا۔"

میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ اشارہ قاری سرفراز حسین صاحب کی طرف ہے یا خواجہ کمال الدین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کی جانب۔ قاری صاحب تو خود اپنا ڈیفنس کر لینگے اور میں ذاتی طور سے ان کا واقف بھی نہیں البتہ جناب مفتی صاحب کی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تمہارے ایک پیسہ کے بھی زیر احسان نہیں۔ انہیں احمدی جماعت (جو خدا کے مقرر کردہ مرکز کے ماتحت کام کرتی ہے) نے اپنے خرچ پر بھیجا ہے اور انشاء اللہ وہی ان کے اخراجات کی متکفل ہے اور یہ جماعت خدا کے فضل سے ہندوستان میں بھی تبلیغی کام کر رہی ہے اور انگلستان و دیگر جزائر میں بھی اپنے مبلغ بھیجنا ضروری سمجھتی ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب کو بھی بھیجنے والے احمدی ہی ہیں اور جب وہ گئے تو اسوقت اسی خدا کے قائم کردہ مرکز کے ماتحت تھے ان کے ابتدائی اخراجات آٹھ ہزار ایک احمدی نے دیئے اسکے بعد بھی ۱۹۱۳ء کے اخیر تک احمدی جماعت ہی ان کی متکفل رہی البتہ اس کے بعد ان کی پالیسی بدل گئی۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ اب بھی غیر احمدیوں سے زیادہ احمدیوں ہی نے ان کی امداد کی ہے پس ایسے مبلغین ولایت کو ہندوستان کے قوالوں اور ایکٹروں اور دوسرے نکھٹوں خیروں کے ساتھ ملانا ایک ناقابل معافی جرم ہے جو صرف اسی شخص سے سرزد ہو سکتا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر اسلام کی محبت نہ ہو۔ اور مجھے بہت افسوس ہوگا اگر تمام اسلامی اخباروں نے اس پر نفرت و حقارت ظاہر نہ کی۔ (راکمس)

ذوالفقار نے آخر ایک چھٹی شائع کی ہمارا مطالبہ پھر بھی قائم

الحمدللہ وہ چٹھی جس کا مطالبہ ہماری طرف سے بارہا کیا گیا تھا۔ ذوالفقار کے ایڈیٹر نے اپنے غیبی بھائی کے اعلان سے متاثر ہو کر ہمارے مطالبہ پر نہیں تو اسکی تکذیب کے لئے لکھا کہ ہمنے ۴ ستمبر کے الفضل میں فتح محمد شیعی کا بیان شائع کرتے ہوئے توقع ظاہر کی تھی یہ بھی شائع تو کر دی ہم نہیں جانتے کہ یہ چٹھی کہانتک اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے اسکا جواب میاں رحیم بخش پیامیوں کے واعظ یا انکے آرگن پیام کے اڈیٹر صاحب دینگے مگر اسکا شائع ہونا ہماری توقعات کے عین مطابق ہے کیونکہ شائع کردہ چٹھی شیخ رحیم بخش مقیم پیغام بلڈنگس کی ہے جو کہ مسیح موعود کی نبوت سے ایسے ہی منکر ہیں جیسے کہ اور غیر مبائعین اور ہمارا مطالبہ اپنی جماعت کے اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی تھا کہ حائری صاحب جو حضرت اقدس کی نبوت کے ابطال کے لئے کسی مشہور مرزائی واعظ کی چٹھی کا اپنے پاس ہونا بتاتے ہیں تو وہ بتائیں کہ وہ شخص حضرت کی نبوت کو مانتا بھی ہے یا نہیں ہے جس کے ابطال کے لئے بطور استدلال آپ نے اسکا نام پیش کیا ہے دوسرے یہ کہ اگر ایسا ہو بھی کہ کوئی ایک شخص کسی مذہب کو چھوڑ دے یا اس مذہب میں رہتے ہوئے اسکے ساتھ غیر مخلصانہ تعلقات رکھے تو کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ مذہب جھوٹا ہے۔ ہرگز نہیں ؟

غرض ہمنے جو مطالبہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی شرط چٹھی کے لکھنے والے میں نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اس چٹھی کے شائع ہونے سے حائری صاحب کا ایک اور جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ حائری صاحب نے اپنے اس مضمون میں اس چٹھی کا یہ مضمون بتایا تھا کہ وہ

"ایک مشہور مشنری واعظ مرزائی کی دستخطی تحریر میرے پاس ہے جس میں یہ غرض آئی ہے کہ اگر میں اسکو شیعوں کے ہاں معقول ملازمت دلا دوں تو وہ آج شیعہ مذہب کو اختیار کرنے اشاعت عقائد امامیہ اثنا عشریہ اور خدمت شیعہ کالج کے لئے تیار ہے"

دیکھئے اسمیں تو بتایا گیا ہے کہ اگر اسکو ملازمت دلائی جائے تو وہ شیعہ مذہب اختیار کرنے کے لئے تیار ہے مگر چٹھی جو شائع کی گئی ہے اسمیں لکھا ہے کہ

"چونکہ میں نے مذہب اثنا عشریہ قبول کیا ہوا ہے اسلئے میں اپنی خدمات پیش کر کے امید کرتا ہوں"

دونوں بیانوں میں زمین آسمان کا فرق ہے بہر حال کچھ بھی ہو ہمارا مطالبہ الآن کما کان حائری صاحب کے ذمہ ہے کیونکہ شائع کردہ چٹھی کے راقم میں ہمارے مطالبہ کی کوئی بھی شق پوری نہیں کی گئی یعنی نہ تو وہ مشہور واعظ ہے اور نہ ہی وہ مسیح موعود کو ویسا نبی سمجھتا ہے جیسے کہ انبیاء سابق تھے اور نہ ہی یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی فرد واحد کی منافقانہ روش اس سلسلہ کو باطل ثابت

مسافر آگرہ کی کذب بیانی

(رقم زدہ مولوی عبیداللہ صاحب وزیر آبادی)

تیسرا دن

اس روز قرآن کریم اور وید کے مقابلہ کا مضمون منتخب کیا گیا۔ چونکہ جناب میر صاحب متواتر دو دن تک ان کے تینوں مناظروں کو شکست پر شکست دیتے رہے آخر آپ کا گلا بیٹھ گیا۔ اس لئے اس طرف سے خاکسار کھڑا ہوا۔ اور اس طرف سے ڈاکٹر لکشمیدت صاحب اڈیٹر مسافر آگرہ مناظرہ کے لئے آئے۔ آپ نے آتے ہی کہا کہ مباحثہ کا کیا ہی مزہ آیا ہوتا اگر قادیان سے کوئی بڑے علماء آئے ہوتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر مولوی ثناءاللہ صاحب کو بلایا ہوتا۔ وہ تو بڑے عالم اور اعلےٰ درجہ کے مناظر ہیں اور ان سے متواتر مباحثہ ہوتا رہا ہے۔ ہماری کسی بات کا جواب نہیں دیا جاتا۔ آج بھی کہاں امید ہے کہ کسی بات کا جواب دیا جائے۔ چونکہ میر صاحب پر بہت حملے کئے گئے۔ اس لئے مجبوراً میر صاحب کو کھڑا ہونا پڑا۔ پہلی اور دوسری پندرہ منٹ کی تقریر میں میر صاحب نے انہیں غیر متعلق باتوں کا جواب دیا اس کے بعد میر صاحب بیٹھ گئے اور ڈاکٹر صاحب نے تقریر شروع کی۔ آپ نے کھڑے ہوتے ہی یہ کہا کہ چونکہ قرآن کریم ناقابل تسلیم کتاب ہے۔ اس لئے یہ عالمگیر نہیں ہو سکتی۔ اور دلیل یہ دی کہ اس کتاب میں لکھا ہے:۔ ھدی للمتقین کہ یہ متقیوں کے لئے تو ہدایت ہے مگر گمراہوں کو ہدایت نہیں کرتی۔ صحتیاب لوگوں کو دوا دیتی ہے اور بیماروں کا علاج نہیں کرتی۔

دلیل دوم۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم جب خود خدا نے ہی ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو اب وہ کیسے ہدایت پا سکتے۔ ان کا پھر کیا قصور۔ ان کے لئے پھر عذاب عظیم کیسا۔

دلیل سوم۔ چونکہ یہ کتاب فصاحت و بلاغت سے گری ہوئی۔ اور گرامر کے خلاف ہے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ آیت مذکور میں سمع مفرد واقع ہوا ہے جمع آنا چاہیے تھا۔

دلیل چہارم۔ انا ارسلنا الشیاطین علے الکٰفرین تؤزھم ازا

الغرض اسی طرح کی اور بھی بعض آیتیں پڑھیں میں نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر میں کہا کہ اصل مضمون یہ تھا کہ آیا اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ یا آریہ دھرم۔ بجائے اس کے کہ آپ آریہ دھرم کی خوبیاں لوگوں کے سامنے بیان کرتے تاکہ لوگ اسلام اور آریہ دھرم کی خوبیوں کو سنکر موازنہ کرتے کہ کون مذہب اپنے اندر زیادہ خوبیاں رکھتا ہے۔ کون عالمگیر ہے اور کون ناقابل تسلیم۔ مگر آپ نے بجائے آریہ دھرم کی خوبیاں بیان کرنے کے اسلام پر اعتراض کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ بفرض محال اگر یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ نعوذ باللہ اسلام عالمگیر مذہب نہیں تو یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ آریہ دھرم عالمگیر ہے حالانکہ آپ کا فرض تو آریہ دھرم کو عالمگیر ثابت کرنا ہے۔ اور ساتھ ہی میں نے درخواست کی کہ ڈاکٹر صاحب اپنی آئندہ تقریر میں اسبات کو ملحوظ رکھینگے

دلیل اول کا جواب۔ میں نے کہا کہ آپ اس آیت کے معنی سمجھے ہی نہیں۔ ھدی للمتقین میں قرآن کریم نے دوسرے مذاہب سے بڑھ کر ایک خصوصیت بتلائی ہے۔ اور وہ یہ کہ دوسرے جس قدر مذاہب ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم گناہ چھوڑ دو اور نیک بن جاؤ۔ یہانتک ان کی تعلیم کا کورس ختم ہو جاتا ہے اس سے آگے وہ نہیں لے جا سکتے۔ مگر قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں تو تم نیک اور متقی بن گئے اس سے زیادہ ترقی کا راستہ تمہارے لئے مسدود ہے۔ تو ہم تمہارے لئے ایک کورس بناتے ہیں جس میں نیک اور متقی سے ترقی کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہو۔ اور وہ ترقی یہ ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ کہ جو لوگ خدا کو اپنا رب کہتے ہیں۔ اور پھر اس پر استقامت دکھاتے ہیں ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور وہ ان کو خبر دیتے ہیں۔ کہ تم نہ خوف کرو اور نہ حزن۔ اور موعودہ جنت کی بشارت پاؤ۔ پھر خود خدا ان کو ہمکلام ہو کر کہتا ہے کہ ہم دنیا و آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ بھلا وہ شخص جسے خود خدا کہے کہ ہم تمہارے دوست ہیں۔ اس کے لئے اس سے بڑھ کر کیا فخر کا مقام ہو سکتا ہے۔ تعزیرات ہند کی خلاف ورزی نہ کرنا یہ کوئی خوبی نہیں ہے۔ خوبی تو یہ ہے کہ انسان بادشاہ کا مقرب اور دوست بنجائے۔ اور اس سے ہمکلام ہو۔ اس آیت میں تو اس خوبی کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے۔ اس پر پھر میں نے سکولوں اور کالجوں کی مثال دیکر سمجھایا کہ دوسرے مذاہب تو سکولوں تک ہی تعلیم کا کورس پڑھاتے ہیں۔ مگر اسلام سکول کے ساتھ کالج کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

دوسری دلیل کا جواب میں نے یہ دیا کہ خدا کا مہر کرنا ان کے اپنے ہی فعل کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں آتا ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔ یعنی ان کفار کی حالت اب اس درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس قدر شرارت اور بے حیائی میں ترقی کر گئے ہیں کہ ان کو تبلیغ کرنا اور نہ کرنا دونوں مساوی ہیں اور اس کی تصدیق سورہ نساء سے ہوتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بل طبع اللہ علیھا بکفرھم۔ پھر سورہ مومن میں فرمایا ہے کہ کذالک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار یعنی خدا ان کے کفر کے سبب ان پر مہر کر دی۔ اور ایسے ہی اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر کرتا ہے۔ اب کوئی مجرم کسی مجسٹریٹ کے سامنے لایا جائے تو وہ کہدے کہ ہم تم کو قید کی سزا دیتے ہیں۔ بیشک بظاہر ایک مجسٹریٹ ہی قید کرتا ہے اور سزا کا اجراء حکم مجازی طور پر اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں اس کا سزا دینا اس مجرم کے فعل کی وجہ سے ہوگا۔ پس آپ کا یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

دلیل سوم کا جواب۔ میں مفصل الفضل جلد ۴ نمبر

ہو۔ یہ دے چکا تھا اس لئے میں نے مختصراً اس کا یہ جواب دیا کہ سمع جمع اور مفرد دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور نحو اور تفاسیر میں یہ جواب موجود ہے۔

دلیل چہارم کا جواب مجھے چنداں دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس کا بدیہی ثبوت موجود تھا۔ اور بھی بعض ایسی مضمون کی آیتیں آپ نے پڑھیں۔ جن کا مناسب جواب دیا گیا۔ جو بوجہ طوالت چھوڑا جاتا ہے

باقی میری عربی دانی کا خود توڑنے کے لئے جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل سچا اور درست۔ مگر آپ کی عربی دانی کی حقیقت تو تیسرے سوال میں ہی معلوم ہو گئی تھی۔ بھلا جو شخص قرآن کی سادہ عربی عبارت کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا وہ عربی کیا جانتا ہوگا۔ ہاں آپ کو مہاشا شاستری سروپ کا ضرور مشکور ہونا چاہیئے کیونکہ انھوں نے آپ کی بہت مدد کی تھی۔ آپ اپنی تینوں تقریروں میں بار بار انھی آیتوں پر زور دیتے رہے۔ شاید بار بار دہرانے میں کچھ کامیابی سمجھتے ہونگے۔ آخر مجبور ہو کر میں نے اپنی دوسری تقریر میں بتایا کہ چونکہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اور یہی عالمگیر ہے اور اسکا یہ ثبوت ہے کہ اس کا زندہ خدا اب بھی اسی طرح بولتا ہے جس طرح کہ وہ پہلے رشیوں کے وقت میں بولا تھا اور جس طرح وہ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ مسیح اور نبی کریم کے وقت میں بولا تھا۔ وہ اب بھی بولتا ہے۔ اور قیامت تک بولتا رہیگا۔ مگر دوسرے سارے مذاہب یہ مانتے ہیں کہ اب وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ پس اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ قوموں سے ناراض ہے جو نہیں بولتا۔ اور یا اس کے بولنے کی صفت معطل ہو گئی ہے۔ یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ اس کی یہ صفت وید کے نزول کے بعد بالکل معطل ہو گئی۔ کیونکہ یہ نقص ہے۔ اور جس میں نقص ہے۔ وہ خدا نہیں ہو سکتا لہذا یہی ماننا پڑیگا کہ وہ ان سب قوموں سے ناراض ہو گیا اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اسے پسند ہے۔

دوسری دلیل جو اسلام کے عالمگیر ہونے کی ہو یہ ہے کہ دوسرے سب مذاہب خدا کی ہستی کو تقلیدی طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کی ہستی کا کوئی زندہ ثبوت نہیں دیتے۔ مگر اسلام ہر زمانہ میں انبیاء بھیجکر اپنی قدرت اور ہستی کا زندہ ثبوت دیتا ہے کہ جس طرح نوح ابراہیم موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمد رسول اللہ صلعم کے وقت میں زندہ تھا۔ اب بھی ویسا ہی زندہ ہوں جس طرح پہلے انبیاء کے مقابلہ میں دشمن انھیں نیست و نابود کرنے کے لئے ناخنوں تک زور لگاتے رہے اور ان کے قتل کے منصوبے کرتے رہے ہمیشہ میں ان کو بچاتا رہا اور ان کے سلسلوں کو ترقی دیتا رہا۔ اسی طرح اب بھی میں ان کے مخالفوں کو نیست و نابود کرتا ہوں۔ اور اب بھی قبل از وقت نبیوں کے ذریعے خبریں دیکر مخالفین حق کو ہلاک کرتا ہوں سے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

پھر دوسرے وقت کے دو گھنٹے کے گئے پہلے گھنٹے میں میں نے دوبارہ انھی باتوں کا جواب دیا جو بار بار دوہرائی جاتی تھیں۔ اور خوبیوں کے مقابل خوبیوں کا مطالبہ کیا۔ آخر آپ نے بھی اپنے دوسرے مناظروں کی عادت مستمرہ کے مطابق یہی کہا کہ ہماری کسی بات کا جواب دیا ہی نہیں جاتا۔ تین دن سے یہی حالت چلی آتی ہے۔

دوسرے گھنٹے میں پھر میر صاحب نے وہ وہ زبردست اعتراض کئے کہ آریوں کا ناک میں دم کر دیا۔ اور انھیں سارے وقت میں کسی اعتراض کے ایک پہلو کو مس کیا۔ باقی آپ کا یہ لکھنا کہ میر قاسم علی صاحب کے چہرے پر حیرت و حسرت برس رہی تھی۔ اور ہم اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ خدا ایسی بھری مجلس میں کسی بھی شریف کو اس طرح کا شرمندہ نہ کرے کہ باوجود پانی پانی ہو جانے کے نیچی گردن کئے بیٹھے رہے۔ اور میرے متعلق یہ لکھنا کہ مولوی عبید اللہ بکیں اور یاس کی تصویر مجسم بنے ہوئے حیرت انگیز نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہے تھے غلط اور بکواس ہے۔ ان باتوں سے لوگوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ میں آپ کو پرمیشور کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ نے آخری دن میں اپنے مذہب کی کونسی خوبی بیان کی جس پر یہ لکھا گیا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب سچائی اور راستی کی اٹل چٹان پر کھڑے ہو کر شیر کیطرح گرج کر سامعین کے دلوں پر پاک ویدوں کا ویدک دھرم کی عظمت کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ آخر تم نے بھی مرنا ہے خدا کے سامنے جانا ہے اس قدر جھوٹ اور افترا کیا بنتا ہے۔ واللہ علی ما نقول وکیل

آئندہ تم لوگوں سے تحریری بحث ہونی چاہیئے تاکہ پھر یوں افترا نہ کر سکو۔

حکام توجہ فرمائیں

قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لدھیانہ

ہمارے پاس ایک مراسلت موضع کھیڑی متصل قصبہ ماکودبد کے میں مضمون موصول ہوئی ہے کہ وہاں کے لوگ مسلمانوں کو اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ اگر تم اس گاؤں میں رہنا چاہتے ہو تو گوشت کھانے اور بکرا ذبح کرنے سے توبہ کرو۔ اور آئندہ بھی قربانی اور عقیقہ وغیرہ کے موقع پر بکرے ذبح نہ کرو اس بات کو مسلمانوں نے منظور نہیں کیا۔ اس پر ہندوؤں نے ان کو اپنے کنوؤں سے پانی بھرنے اور کھیتوں میں رفع حاجت سے قطعی بند کر دیا۔ اس لئے وہاں سے ۹ مسلمان گھر تنگ آکر نکل جانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ غلط ہی ہو ورنہ آجکل جبکہ ہوم رول کے شیدائی۔ ہندو اور مسلمان اتحاد و اتفاق اور مواسات کے راگ بلند آہنگی سے گا رہے ہیں یقیناً یہ خبر ہندوؤں کے تعصب کو بے نقاب کر دیگی حکام بالادست کو براہ کرم ادھر فوراً توجہ فرما کر غریب مسلمانوں کی تکالیف کو دور فرمانا چاہیئے۔

احمدیان مالابار کا ایک تار

راجہ ارکاٹ ان کو مردہ دفن نہیں کرنے دیتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور عبد القادر تاجر مالاباری کا تار رنگون سے اس مضمون کا آیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"کنانور (ملک مالابار) سے اس مضمون کا تار پہنچا ہے کہ میرا ایک نسبتی بھائی وہاں فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کے دفن کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔ ارکال کا راجہ جگہ نہیں دیتا۔ ازراہ کرم انتظام فرمائیں۔ اور دعا فرمائیں" ہم نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اتنا کیوں عناد اور بغض کو کام میں لاتے ہیں۔ کیا اسطرح حق مٹ جائیگا۔ ان کی یہ سینہ زوریاں تو حق کو اور بھی چمکا دینگی۔ لیکن یہ لوگ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرینگے۔ ہم گورنمنٹ سے باادب التماس کرتے ہیں کہ وہ غریب احمدیوں کو ان لوگوں کے مظالم سے چھوڑانے کے لئے فوراً توجہ فرمائے۔

مکالمہ احمدی و شیعہ

بجواب مکالمہ شیعہ و احمدی

(ذوالفقار ۵ مئی نمبر ۱ صفحہ کالم ۳ و ۴)

احمدی۔ کیا شیعہ کا عقیدہ اپنے ائمہ کے حق میں یہ ہے کہ وہ حالات گذشتہ و آئندہ کے عالم ہوتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں علم ماکان و مایکون سے تعبیر کرتے ہیں۔

شیعہ۔ ہاں ہمارے اصول کافی میں اس موضوع پر ایک مستقل باب ہے کہ ائمہ ماکان و مایکون کے جاننے والے ہوتے ہیں۔

احمدی۔ کیا اُن کا فرمودہ وحی و الہام ہوتا ہے؟

شیعہ۔ ہاں ہمارے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔ مولف گوید باید دانست کہ علوم آنحضرت (صلعم) ہمہ از جانب خداوند عالمیان است و بظن و گمان و اجتہاد و رائے ہرگز سخن نمے فرمودند و ہم چنیں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کہ اوصیائے کرام آنحضرت اند علم ایشاں ہمہ مقتبس از آں حضرت بود۔ و بغیر وحی و الہام سخن نمے فرمودند و اجتہاد بر ایشاں جائز نہ بود۔ و بظن گمان سخن نمے گفتند۔

احمدی۔ ائمہ کو اپنے الہام و وحی کی صحت پر ایسا ہی ایمان تھا یا نہیں جیسے کہ ان کا ایمان قرآن پر تھا کہ واقعی منجاب اللہ ہے۔

شیعہ۔ ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ ہر حیثیت قرآن اور قول رسول و قول امام کا ایک ہی ہے اور سب و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے مصداق ہیں۔

احمدی۔ اگر ان کی کوئی پیشگوئی غلط ثابت ہو جائے تو آپ اُن کی وحی و الہام کے قائل رہیں گے۔ یا اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔

شیعہ۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ایسا ہرگز ممکن نہیں کہ امام کوئی بات الہام سے کہے۔ اور وہ غلط ثابت ہو مثال کے طور پر آپ کوئی واقعہ تو پیش کریں

احمدی۔ شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں اور کلینی نے کافی میں ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جناب علی علیہ السلام نے جو فرمایا تھا کہ مصیبت ۷۰ ہجری تک ہے۔ اور یہ کہ بعد اس مصیبت کے خوشحالی کا زمانہ دیکھو گے اور ۷۰ھ گذر گیا۔ اور ہم نے خوشحالی تو نہ دیکھی۔ اس پر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ثابت بے شک خداوند کریم نے اس امر کو ۷۰ھ ہی میں مقدر کر رکھا تھا پس جب امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے تو خدا تعالیٰ کا غضب اہل زمین پر زیادہ ہو گیا۔ پس اس نے ملتوی کر دیا۔ اسکو ۱۴۰ھ تک۔ پس ہم نے تم کو بتلایا اور تم نے ہماری بات کو نشر کر دیا۔ اور راز کے پردہ کو تم نے اُلٹ دیا۔ پھر خدا نے اس میں ڈھیل ڈال دی اور اس کے پیچھے اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر کے ہم کو نہیں بتلایا۔ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب ابو حمزہ راوی کہتا ہے کہ میں نے اسی امر کو امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ انھوں نے فرمایا کہ بدرستیکہ چنیں بود۔ یعنی واقعی ایسا ہی ہوا۔ دیکھو کتاب نجم ثاقب صفحہ ۱۳۱

احمدی۔ بتاؤ اب تو اماموں کے قبلہ گاہ امام یعنی علی علیہ السلام کا الہام غلط ہوا یا نہیں۔ نیز یہ بھی بتاؤ کہ اُن کے جھوٹے الہام سے قرآن بھی جھوٹا ہو جائیگا تم جناب علی علیہ السلام کے الہام کو جھوٹا ماننے کے لئے تیار ہو یا قرآن کو۔ میرے خیال میں ایسے عقیدہ سے تائب ہو جاؤ۔

معزز ناظرین۔ مولوی شیخ محمد شیعہ نے ایک مکالمہ شیعہ و احمدی اخبار ذوالفقار میں لکھ کر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ایک الہام پر جو الحکم میں نکلا تھا نکتہ چینی کی ہے۔ جو آپ کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی مرض الموت کے موقعہ پر ہوا تھا میں نے ان ہی طور پر ایک ویسا ہی مکالمہ مرتب کر کے ویسا ہی نتیجہ نکالا ہے اور لطف یہ ہے کہ خاتمہ کے چند غلطیات و کلمات پر جو اُن کے قلم سے نکلے ہوئے ہمارے حق میں تھے بانداک تصرف اُن کو ہی جوں کے توں واپس کر دیتے ہیں معطائے او بہ لقائے او۔

باقی رہا تحقیقی جواب وہ سنو۔ حضرت اقدس اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۲۶ پر سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی جو مرض کاربنکل میں مبتلا ہو گئے تھے اور حضور نے ان کے لئے دعائے صحت فرمائی تھی جس سے وہ شفایاب ہو گئے تھے ان کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔

"سال گذشتہ یعنی ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے ان کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے۔ کہ کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس کی عمر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا .... اس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ کا حرج ہوگا۔ ایک شرک ہے اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا۔ اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے چنانچہ وہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء بروز چہار شنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گذر گئے۔" خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

الناظر

"گورو کی بانی"

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان خدا کے فضل و کرم سے سکھ مذہب کے متعلق جس قدر واقفیت رکھتے ہیں وہ نور کے وجود سے ظاہر ہے اور کیوں نہ ہو آپ تو گھر کے بھیدی ہیں۔ آپ اپنے دل میں سکھ قوم میں تبلیغ اسلام کا خاص جوش اور ولولہ رکھتے ہیں اکثر چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ بھی لکھتے رہتے ہیں چنانچہ آپ نے گورمکھی زبان میں ایک ۸ صفحہ کا ٹریکٹ لکھا ہے جس میں گرنتھ اور جنم ساکھی بھائی بالا کے حوالجات سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور نشانات خاصہ کی پیشگوئیاں لکھی ہیں سکھوں میں تبلیغ کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ تقسیم کرنے والے حضرات کو ۴ روپیہ سیکڑہ

ملنے کا پتہ مینجر اخبار نور قادیان

ہز اکسلنسی وائسرائے کی تقریر کا خلاصہ

چہارشنبہ گذشتہ کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے برساتی سیشن کا افتتاح فرماتے ہوئے ہز اکسلنسی لارڈ چیمسفورڈ بہادر نے ایک جامع و بسیط اسپیچ دی۔ اس تقریر کا ضروری ملخص ہدیہ ناظرین ہے۔

۔ ہندوستانی سپاہیوں کو اُن کی خدمات کے صلہ میں خاص خاص مراعات اور انعامات دیئے گئے ہیں۔ اور اس وقت بھی گورنمنٹ اس بارے میں غور کر رہی ہے کہ ان سپاہیوں کو اراضیات بھی بطور صلہ عطا کی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس گروہ سے زیادہ کسی نے وفاداری اور بہادری کے ساتھ گورنمنٹ کی خدمت نہیں ادا کی۔ امپیریل گورنمنٹ نے اس کو بھی اصولاً منظور کر لیا ہے کہ فوج میں ہندوستانیوں کو کمیشن کے عہدے عطا کئے جائیں۔

(۲) ہندوستان کو بھی امپیریل کونسل میں مستقل نیابت کا حق عطا کیا گیا ہے جس میں دیگر نوآبادیوں کی طرح ہر سال ہندوستان کے قائم مقام بھی شریک ہوا کریں گے۔ نوآبادیوں نے یہ بھی منظور کر لیا ہے کہ جو سلوک وہ اپنے ہاں ہندوستانیوں کے ساتھ کرینگی وہی ہندوستان میں خود اُن کی رعایا کے ساتھ کیا جائیگا۔

(۳) ہندوستان سے باہر مزدوروں کی روانگی روک دیگئی ہے اور آپ نے یقین دلایا کہ اب ہرگز اجارہ دار مزدوری کے طریقے کو دوبارہ جاری نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اس کی تحریک کی گئی تو گورنمنٹ بڑی سختی سے اس کی مخالفت کریگی۔

(۴) روئی کے کپڑوں پر اہل ہند کے مطالبات کے بموجب جو ٹیکس بڑھایا گیا ہے وہ بدستور قائم رہیگا۔ اب اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہو سکتی۔

(۵) محافظت ہند کی سپاہ کی قوت ویسی نہیں ہوئی جیسی کہ گورنمنٹ کی خواہش تھی۔ تاہم اس کی آئندہ سپاہ کی بھرتی میں بہت کچھ مدد ملیگی۔

(۶) قانون اسلحہ کے متعلق صوبجات کی گورنمنٹوں سے مشورہ کر رہی ہے اور اس کے بعد اس میں ترمیم ہوگی۔ آپ نے اس بارے میں فرمایا آئندہ قومیت یا رنگت کی بناء پر ہرگز کوئی تفریق روا نہ کیجائیگی

(۷) ہندوستان میں ہماری پالیسی کا مقصد یہی ہے کہ آئندہ ہندوستان کو بھی سلطنت برطانیہ کا ایک خودمختار حصہ بنایا جائے۔ اس پالیسی کا امپیریل گورنمنٹ کی طرف سے صاحب وزیر ہند نے اعلان کر دیا ہے۔ اب یہ امر کہ وہ کیا تدابیر ہیں جن سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ لوکل سیلف گورنمنٹ (مینونسپلٹی و ڈسٹرکٹ بورڈ) کے اصول کو اور زیادہ وسعت دیجائے۔ دوم یہ کہ سرکاری ملازمت میں ہندوستانیوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کیا جائے۔ اور سوم یہ کہ قانونی کونسلوں کو اور زیادہ وسعت دیجائے۔

(۸) قانونی کونسلوں کی توسیع کے متعلق بھی گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس میں نہایت توسیع ہونی چاہئے۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر امپیریل گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند کی رائے اور مشورہ سے طے کیا گیا ہے کہ مسٹر مانٹیگو (وزیر ہند) خود ہندوستان تشریف لا کر یہاں کی حالت کا بچشم خود مطالعہ کریں۔ وہ صورت معاملات کے متعلق خود کوئی اعلان نہ کریں گے بلکہ یہ فرض حسب قاعدہ خود گورنمنٹ ہند انجام دیگی۔ اور میری گورنمنٹ حتی الامکان پوری مستعدی اور سرگرمی سے تمام قائم مقام جماعتوں کی آراء اور خیالات معلوم کرنیکا آپ کو موقع دیگی۔ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ جب مسٹر مانٹیگو یہاں تشریف لائیں تو کسی قسم کی کھینچا تانی اور پریشانی کے آثار باقی نہ رہیں۔ بلکہ عام سکون اور اطمینان کی حالت میں اُن اہم مسائل پر غور کر سکیں جن کے لئے نہایت غور و فکر و خاموشی کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک آنریبل ممبر کے سوال کے جواب میں مسز بیسنٹ اور دیگر نظر بندوں کے متعلق گورنمنٹ نے جو تجویز پیش کی ہے اس کے بعد میرے لئے کچھ ضرور نہیں کہ میں اس بارے میں کچھ زیادہ کہوں۔ گورنمنٹ ہند گورنمنٹ۔

عراق عرب میں جنگی ضروریات کی بہم رسانی پر بحث کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس وقت عراق عرب میں جو جہاز اور اسٹیمر کام کر رہے ہیں ان میں سے ۸۰ فیصدی ہندوستان ہی سے مہیا کئے گئے ہیں۔ اسیطرح ہندوستان نے بکثرت ریل گاڑیاں اور تار برقی مشرقی افریقہ اور مصر روانہ کئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہندوستان نے مختلف طریقوں سے اس جنگ میں سلطنت کی مدد کی ہے۔ اور اب بھی وہ برابر قابل قدر مدد کر رہا ہے۔ فوجی بھرتی کے متعلق فرمایا کہ اس وقت ہزارہا آدمی فوج میں بھرتی ہو رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے بھرتی ہونیوالوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ پھر ہز اکسلنسی نے بتفصیل بتایا کہ اس وقت دو لاکھ سے زاید آدمی علاوہ فوجی خدمات

کے شدہ آمیز طریقوں کیوجہ سے عاید کی گئی ہیں۔

کے مختلف جنگی خدمات کی غرض سے بھرتی ہو چکے ہیں۔

جنگی قرضہ کی کامیابی پر بھی آپ نے اظہار مسرت کیا اور فرمایا کہ اس سے پہلے کبھی ہندوستان میں گورنمنٹ اس قدر کثیر رقم بطور قرض نہ حاصل کر سکی تھی۔ (۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ) انگلستان میں خزانہ کے تمسکات کے ذریعہ جو رقم وصول ہوئی وہ علاوہ ریاستوں نے قرضہ جنگ میں ۲۹۴ لاکھ۔ گوالیار۔ حیدرآباد میسور۔ بہاولپور۔ بڑودہ۔ پٹیالہ نے دیا۔ اور ۲ کروڑ روپیہ دوسرے والیان ریاست نے۔)

سرحدی فسادات اور خصوصاً محسودیوں مہمندیوں کی شورشوں کے قابل اطمینان تصفیہ پر بھی آپنے اظہار مسرت اور ہز میجسٹی امیر افغانستان کی دوستانہ امداد کا خصوصیت سے ذکر کیا جس کے لئے گورنمنٹ ہند ہمیشہ امیر صاحب کی ممنون رہیگی۔ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ہز اکسلنسی نے نہایت پُرجوش اور فصیح و بلیغ الفاظ میں ہر فرقہ اور ہر قوم سے اپیل کیا کہ وہ زیادہ روشن خیالی اور وسیع نظر کے ساتھ موجودہ حالات کا غور مطالعہ کریں۔ اسوقت وہ ایک نہایت مشکل زمانہ سے گذر رہے ہیں جبکہ صورت حالات میں نمایاں تغیر ہو رہا ہے۔ اس لئے انھیں گورنمنٹ کی نیک نیتی اور خوش اعتقادی میں کسی قسم کا شبہ نہ ہونا چاہئے۔ ہم سب کو دوستوں کی طرح بیٹھکر اسبات پر غور کرنا چاہیئے کہ پیش نظر مسائل کو کس طرح قابل اطمینان اور قابل عمل طریق سے طے کیا جا سکتا ہے۔

ہنگامۂ یورپ

۲۳ ہزار قیدی گرفتار (روما ۷ اٹلی) آسٹری قیدیوں کی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔ اور دشمن کا جملہ نقصان جس وقت سے ہم نے جارحانہ کارروائی شروع کی ہے۔ قریب ایک لاکھ ۴۰ ہزار کے ہوا ہے۔

روس میں جدید انقلاب کی سازش۔ پیٹروگراڈ ۹۔ ستمبر۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ علاوہ گرینڈ ڈیوکس کے جو گرفتار ہیں دیگر ممبران زار پسند جو سابق حکومت میں مدبر خیال کئے جاتے تھے اس سازش میں شریک ہیں جس کا ثبوت۔ پیٹروگراڈ۔ کیف۔ ماسکو۔ اوڈیسا اور سائیریا سے بم پھینکا گیا ہے۔ بہت سا روپیہ جو بغرض امداد جمع کیا گیا تھا

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر (۲۰۴) مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا